Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 02, Issue 01, July-December 2023, PP: 62-75
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2430
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

کتاب "معاشِ نبوی" از ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Book " Maʿāsh Nabawī " by Dr. Yasin Mazhar Siddiqui

Dr. Aziz Ahmad
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Malakand.
aziz.ahmad@uom.edu.pk

Abstract

The book "Maʿāsh Nabawī" is a unique research in the description of the Prophet Muhammad's economic life. Before this, this aspect of Prophet's livelihood had not been fully explored. The author has proved that although the Prophet was an orphan in his childhood, he lived a prosperous life due to the legacy of his parents and the love and affection of his relatives. He used to work hard even in their youth and he has a business which was enough for their livelihood, although they were not very prosperous and rich, but they were not in extreme poverty either. Compared to the Makki period, the Madani period has been extremely prosperous, in which his Sources of Income included hosting the Companions, giving gifts and feasts, as well as cattle and booty. According to the author, "The Prophet's economy was based on the Qur'anic path of moderation. The life of the Prophet with the enjoyment of the blessings created by Allah and the prayer of seeking refuge from poverty was actually an economy based on contentment, patience and trust which fulfills the needs of life".

Keywords

Maʿāsh Nabawī, Yasin mazhar siddique, Income, Economics.

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1 موضوع کا تعارف

معاش نبوی نبی اکرم ﷺ کے ذرائع آمدن کی بابت نہایت عمدہ تحقیق ہے۔اس کی تالیف ہندوستان کے مشہور سیرت نگار محقق ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی رحمہ اللہ نے کی ہے۔اس تحقیق سے پہلے لوگوں کے سامنے حضور ﷺ کی غربت والی زندگی ہی نمایاں تھی ان کے مال ودولت کے حصول کے ذرائع تقریبا پوشیدہ تھے۔اس کتاب میں انہوں نے تقریبا 35 ابواب قائم کرکے بنیادی مصادرِ حدیث وسیرت سے ان ذرائع کی تحقیق کی ہے جن سے حضور ﷺ کو آمدن ملتا تھا۔کتاب مصادر کے بغیر ایک سو آٹھ صفحات پر مشتمل ہے اور مصادر کے ساتھ 158 صفحات تک جا پہنچتی ہے،پاکستان میں یہ کتاب جناب محمد جنید انور نے کتب خانہ سیرت کراچی اور لاہور سے شائع کی ہے۔ہندوستان سے بھی اس کتاب کی ایک اشاعت ہو چکی ہے۔

2 سابقہ تحقیقات کا جائزہ

اس کتاب پر کوئی شائع شدہ تجزیہ نظر سے نہیں گزرا البتہ کچھ برقی ویب سائٹس میں کچھ مضامین اس کتاب سے متعلق موجود ہیں جن کی تفصیل درجہ ذیل ہیں:

1. معاش نبوی کا ذرائع آمدن کا تحقیقی جائزہ از محمد رضی الاسلام ندوی،ویب سائٹ:
https://quranwahadith.com/
2. معاش نبوی کا تحقیقی جائزہ از سہیل بشیر کار۔ ویب سائٹ:https://dawatnews.net
3. معاش نبوی-ایک تحقیقی جائزہ از ایڈ من، ویب سائٹ:https://ilhaad.com

لیکن یہ مضامین ایک تو تحقیقی اسلوب میں نہیں ہیں دوسری طرف کوئی باقاعدہ اشاعت نہیں ہیں البتہ اپنے اس مقالے میں اگر ان لکھاریوں سے استفادہ کیا تو اس کا حوالہ بھی پیش کیا جائے گا۔

3 اہدافِ تحقیق

ہمارے اس مقالے کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

- کتاب کے مصنف کا تعارف پیش کرنا
- کتاب کے مقدمے کا تجزیہ کرنا
- کتاب میں ذکر کردہ حضور ﷺ کے ذرائع آمدن کا تجزیہ کرنا

4 منہجِ تحقیق

ہمارا منہج اس آرٹیکل میں تجزیاتی ہوگا جس میں ان تفصیلی ابواب کا اختصار کے ساتھ تجزیہ کیا جائے گا۔

5 ابتدائیہ

مال دولت انسان کے لیے اس دنیامیں جینے کی ضرورت بھی ہے اور نعمت بھی، جیسا کہ حاکم اپنی مستدرک میں نقل کیا ہے:

نعم المال الصالح للرجل الصالح[1]

ایک اچھے انسان کے لیے حلال مال کیا ہی اچھا ہے۔

ایک دوسری روایت میں حلال کمائی کو فرائض میں شمار کیا گیا ہے جیسا کہ شعب الایمان کی روایت میں ہے:

طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة[2]

حلال رزق کمانا عبادات کے بعد فرض ہے۔

کئی مواقع میں حضور ﷺ نے قرض کے فتنے سے بچنے کی دعا مانگی ہے جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

عن عائشة، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول: «اللهم إني أعوذ بك من فتنة النار، وأعوذ بك من فتنة القبر، وعذاب القبر، وأعوذ بك من شر فتنة الفقر-----[3]

لیکن ساتھ ساتھ حدیث میں اس کو بہت بڑا آزمائش بتایا گیا ہے جیسے کہ کعب بن عیاض کی روایت میں ہے:

لكل أمة فتنة، وفتنة أمتي المال[4]

ہر امت کے لئے فتنہ ہے چنانچہ میری امت کے لئے آزمائش مال و دولت ہے۔

اسی طرح کچھ روایات حب مال کی مذمت میں اور کچھ روایات فقراء کے اخروی مراتب کے ذکر میں وارد ہوئی ہیں۔ ان روایات کی وجہ سے زیادہ مالدار رہونا، کسبِ معاش میں مشغول ہونا دین سے دوری سمجھا جاتا ہے اور فقراء کی فضیلت کو بھی اس کے ساتھ جوڑا جاتا ہے لیکن یہ سب مذمت مال کی حرص، بخل، دنیا پرستی اور دنیا کی محبت میں بہہ کر آخرت کو بھول جانے کی ہے جیسا کہ ما ذئبان أرسلا في غنم بأفسد لها من حرص المرء على المال والشرف لدينه۔[5] میں ہے لیکن عام طور اس کو مالداری کی مذمت میں بتایا جاتا ہے اس لیے اس کا دوسرا پہلو کہ اسلام میں مال و دولت کتنی بڑی نعمت ہے یہ ہمیشہ پوشیدہ رہا ہے۔

معلوم ہو گیا کہ اسلام میں کسبِ مالِ حلال ناپسندیدہ اور قابلِ مذمت نہیں مذمت صرف اس صورت میں ہے جب دنیا کو ہی اپنا مقصد بنا کر مال کے حرص میں مبتلا ہو جائے یا مال کے خرچ میں بخل کرے یا مال کی محبت میں اندھا ہو جائے یا اس پر واجب حقوق ادا نہ کرے۔ یہی وجہ

ہے کہ صحابہ کرام بہت بڑی تعداد مال داروں کی بھی تھی جو بڑے صاحب الفضل تھے ان کی مال داری ان کی دینداری کے لیے رکاوٹ نہیں بنی۔ ان کی تعداد کو ایک محقق مولانا حکیم عبد المجید سوہدروی نے اپنی کتاب "دولت مند صحابہ" میں جمع کیا جس میں تقریباپچاس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے مال ودولت کا تفصیلی ذکر کیا ہے یہ سب اپنی دولت کا ایک بڑا حصہ اللہ کے راہ میں خرچ کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے بارے عام طور پر یہی مشہور ہے کہ وہ تنگ دستی اور فقر و فاقہ میں زندگی گزار چکے ہیں اور اسی پہلو کو مختلف کتب میں سامنے لایا گیا لیکن تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی ہے وہ ہے حضور ﷺ مالی خوشحالی۔ یہ ہمیشہ عام لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل رہا ہے آپ ﷺ پر کبھی تنگدستی بھی آئی ہے لیکن وہ بھی اختیاری تھی اور یہ بھی ہمیشہ نہیں رہی ہے، بلکہ نبی اکرم ﷺ کو بھی اللہ نے مال ودولت سے بھی نواز تھا بلکہ انہوں نے خوشحالی اور مالی وسعت کے دور بھی گزارے ہیں۔ جس کی تفصیل ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی مرحوم کی ذکر کردہ کتاب میں میں موجود ہے جس کا ہم ذیل میں ایک تجزیہ پیش کریں گے۔

6 ڈاکٹر یسین مظہر صدیقیؒ

پروفیسر ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی ندوی 26 دسمبر 1944ء کو انڈیا کے ضلع اترپردیش میں پیدا ہوئے تھے، آپ نے دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنو، لکھنو یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ آپ مشہور سیرت نگار اور مؤرخ تھے سن 1970ءوہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے تاریخ کے ڈیپارٹمنٹ میں بطور ریسرچ اسسٹنٹ کام شروع کیا۔ سال 1977ء میں اسی میں شعبہ میں لیکچرر تعینات ہوئے۔ سن 1983ء میں اسی جامعہ کے ہسٹری ڈیپارٹمنٹ سے سے "ادارہ علوم اسلامیہ" منتقل ہوئے، اور اسی میں سال 1991ء کو پروفیسر بن گئے۔ 1997ء سے 2000ء اس ادارے کے ڈائریکٹر رہے۔ 31 دسمبر 2006ء کو اس ادارے سے ریٹائرڈ ہوگئے تاہم اس کے ذیلی ادارہ" شاہ ولی اللہ ریسرچ سیل" کے سربراہ کے طور پر مزید دس سال کام کیا، سیرت میں متعدد اہم کتابیں تصنیف کی۔ آپ 20 نومبر 2020ء کو وفات پاگئے۔[6]

7 کتاب کا تجزیہ

معاش نبوی (رسول اللہ ﷺ کے ذرائع آمدن کا تحقیقی جائزہ) بنیادی طور پر چار حصوں پر مشتمل ہے: مقدمہ، معاش نبوی مکی عہد میں، معاش نبوی مدینہ منورہ میں اور تعلیقات اور حواشی۔

7.1 مقدمہ

کتاب کا مقدمہ تقریباً دس صفحات پر مشتمل ہے جس کو مصنف نے تین حصوں تقسیم کیا ہے:

پہلا حصہ جس میں مصنف نے اس کی وجہ تالیف و تدوین ذکر کی ہے، مصنف کے بقول یہ کتاب ان کے تین مقالات کا مجموعہ ہے جو تحقیقات اسلامی علی گڑھ انڈیا میں سال 1989-1990 میں شائع ہوئے تھے۔[7] بعد میں پاکستان کے دو دوستوں کے اصرار پر اس کو کتابی شکل دے دی گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے کتاب کے انتساب میں ان کا ذکر بھی کیا ہے۔

دوسرے حصے میں انہوں نے واضح کیا کہ اس کتاب کا مآخذ حدیث کی معتبر کتب ہیں اور سیرت کی کتب سے بہت کم استفادہ کیا ہے، پھر بھی مسلمانوں میں حضور ﷺ کی فقر و فاقہ والی زندگی ہی مشہور تھی اس وجہ سے اس کتاب کی اشاعت کے بعد دو قسم کے رد عمل سامنے آئے کچھ ساتھیوں نے تنقید کی اور کچھ نے اس کام کو سراہا۔

تیسرے حصے میں سیرت کے صحیح تناظر میں افہام و تفہیم پر زور دیا ہے جس کے تحت علماء کی دو ذمہ داریاں بیان کی ہیں ایک اپنے فکر علم کو صحیح سنت سے آراستہ کرکے اپنے اعمال کو بھی اس کے مطابق بنانے کا کہا ہے اور دوسرا اپنے عوام کا درست تربیت کرنے پر زور دیا ہے۔

7.2 تجزیہ

مصنف کے مطابق ان کا مآخذ زیادہ تر کتب حدیث ہے لیکن کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کتبِ حدیث کی بنسبت کتبِ تاریخ اور سیرت سے زیادہ استدلال کیا ہے۔

7.3 معاش نبی مکی عہد میں

اس حصے میں مصنف نے دس عنوانات قائم کیے ہیں جس میں نبی اکرم کی مکی دور کی اقتصادی حالات کا جائزہ لیا ہے ان ابواب میں یہ ثابت کیا کہ آپ علیہ السلام معاشی طور پر متمول تھے۔

7.3.1 خاندانی ترکہ

ترکہ میں آپ کے والد اور والدہ آپ کے لئے ایک باندی، پانچ اونٹ، ایک ریوڑ بکری، رہائشی مکان (جس میں آپ ہجرت تک مقیم تھے) شامی تجارت کے سرمایہ و منافع اور جنگی ساز و سامان چھوڑے تھے۔[8]

7.3.2 رضاعت

ابتدا میں آپ کی رضاعت کی ذمہ ادر آپ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ نے ادا کی۔ یہ مسرت آپ کی والدہ محترمہ اور دادا محترم نے اٹھائے تھے۔ ثوبیہ کے دودھ پلانے سے پتہ چلتا ہے کہ اس خوشی میں آپ کے چچا بھی شریک تھے۔ چچا ابو لہب نے تو اس خوشی میں اپنی باندی ثوبیہ کو آزاد کیا جو ایک بڑی نعمت تھی اور حلیمہ سعدیہ کو کو بھی ایک مخصوص اجرت میں ان کی رضاعت کی ذمہ داری دے دی گئی

تھی البتہ ان کی رضاعت لینے سے حلیمہ سعدیہ اس وجہ سے گریزان نہ تھی کہ وہ معاشی طور پر کمزور تھے بلکہ یتیم ہونے کی وجہ سے والدہ سے والد جیسا حسن سلوک کی عدم توقع تھا۔[9]

7.3.3 کفالت

مصنف نے کفالت کے تین الگ عنوانات لگائے ہیں، کفالتِ والدہ، کفالتِ جد امجد اور کفالت عم واعمام: ان سب میں یہ ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے محبت بھری پرورش پر لطف زندگی میں خود کفالت تک پہنچ گئے ہیں۔ دادا عبد المطلب ان سے غیر معمولی محبت کرتے تھے۔ اسی طرح دادا اور چچا ابو طالب ان کو دوسرے بچوں سے بڑھ کر پیار دیتے تھے۔[10]

7.3.4 خود کفالتی

چچا کی کفالت کے دوران ہی آپ نے اجرت پر کام شروع کیا تھا جس کو امام بخاری کتاب الاجارۃ اور کتاب التجارات میں نقل کیا اور یہ بھی بتایا ہے کہ یہ کام وہ اہل مکہ کے لئے کیا کرتے تھے[11] جس کے زریعے آپ ﷺ کو آمدن آتا تھا۔

7.3.5 تجارت نبوی

اپنی کم عمری ہی میں بقصد تجارت آپ ﷺ نے دو بین الاقوامی اسفار کیے تھے ان اسفار میں وہ اپنے چچا ابو طالب اور زبیر کے ساتھ شام اور یمن گئے تھے۔ ان کے ساتھ وہ تجارت سیکھنے کے غرض سے دوسرے بازاروں میں بھی جاتے تھے۔ اس وجہ سے وہ تجارت و کاروبار سے متعارف ہوئے تھے۔ خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کا مال لے کر شام تب گئے جب وہ بطور اچھے اور سمجھدار تاجر لوگوں کے سامنے آچکے تھے۔ آپ ﷺ اپنے تجارتی سامان کسی کو دے کر دوسرے ملک میں بھیج دیتے تھے ابو سفیان کو مال دے کر یمن اور شام میں بقصد تجارت ارسال کرنا کتبِ سیرت میں موجود ہے۔ روایات سے معلوم ہوجاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا کاروباری سلسلہ نبوت کے بعد بھی جاری تھا۔ کارِ نبوت کی مصروفیات کی بنا پر خود براہِ راست تجارتی اسفار نہیں کرسکتے تھے اس وجہ سے وہ مکہ دوسرے کاروباری لوگوں کی طرح نفع نقصان کی شراکت کی بنیاد پر اپنا کاروبار کو جاری رکھے ہوئے تھے۔

7.3.6 تجارت و دولت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

رسول اکرم ﷺ کی مکی زندگی کے معاشی وسائل میں حضرت خدیجہ کی دولت اور کاروبار کا انکار نہیں بلکہ اس کی نفی کرنا ناانصافی بھی ہوگا اور تاریخی کا انکار بھی۔ مگر ساتھ ساتھ حضور ﷺ کا صحیح ذرائع معاش کو صحیح تاریخ کے تناظر میں دیکھنا چاہیے، کچھ مورخین و مفسرین نے ام المؤمنین خدیجہ کے ساتھ حضور ﷺ کی محبت اور وفاداری کی وجہ ان کی مالداری قرار دی ہے اور مزید

یہ نبوی حکمت بتانے کی کوشش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مال ودولت والی بیوی اسی لیے عطا کیا تھا کہ نبی اکرم ﷺ دنیا کے ضروریات اور مصروفیات سے بے نیاز ہو کر دینِ الٰہی کی تبلیغ اور لوگوں کو گمراہی سے نکال کر روشنیوں میں لانے میں لگے رہیں اپنی اس بات کی تائید میں بہت سے تاریخی روایات وواقعات پیش کیے ہیں۔[12] لیکن مصنف کے بقول رسول کریم ﷺ معاشی طور پر بھی تنگدست نہیں تھے کیونکہ ان کو والدین کی طرف سے میراث میں بہت کچھ ملا تھا جس میں سامان کے علاوہ مکان بھی تھا جو ضروریات کے لیے کافی تھا پھر یتیمی کے بعد والدہ، دادا امجد اور چچاؤوں کی محبت بھری پرورش وکفالت نے بھی زندگی خوشحال بنائی تھی ساتھ ساتھ وہ لڑکپن سے اپنی محنت اور کاروبار شروع کیا تھا اور اسی تجارت نے آپ کی معاشی زندگی کا معیار پہلے سے بھی بلند کیا تھا پھر رشتہ ازدواج نے ان کی اقتصادی حالت کو مزید بہتر کر دیا۔

7.3.7 مساکین پر خرچہ

مساکین اور ناداروں پر خرچ کرنا نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا نبوت سے پہلے آپ ہر سال غار حرا میں خلوت کے لیے جاتے اور واپسی پر طواف کر کے فقراء کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔[13] آپ ﷺ کی سخاوت، فیاضی اور جود مشہور تھا حسن سلوک اور مدد کرنے میں آپ کی مثالیں دی جاتی تھیں، اس وجہ سے آپ مکہ میں باہر سے آنے والے فقراء اور مسافروں کو بھی کھانا کھلانے کا انتظام کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ پہلی وحی کے بعد ان کی شریک حیات سیدتنا خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنھا نے ان کی یہ صفات حمیدۃ ان الفاظ کے ساتھ "انک تطعم المساکین وتقری الضیوف" (آپ مسکینوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور مہمانوں کے مہمان نوازی کرتے ہیں) ذکر کر کے ان کی دلجوئی کی جن کو امام بخاری نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔[14]

7.3.8 حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں اخراجات

آپ ﷺ کی مالی حالت کا اندازہ آپ کی پہلی شادی سے بھی ہوتا ہے جس وقت آپ ﷺ کی عمر محض 25 سال تھی لیکن مالی بہتری کی وجہ سے آپ نے ولیمہ کے کھانے کے علاوہ سسرال والوں کے لیے کپڑے بھی بنائے اور مہر میں اپنی بیوی حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کو بیس اونٹیاں دیں۔[15]

7.3.9 حضرت سودہ اور عائشہ کا مہر اور متاع بیت

مکہ ہی آپ ﷺ نے حضرت سودہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا تھا ان کو اس وقت 400 یا 500 درہم مہر دیا تھا، عرف کے طابق ولیمہ اور کفالت کا انتظام بھی کیا ہو گا، بعض روایات میں متاعِ بیت کی مالیت کا پچاس درہم تک کا ذکر آتا ہے۔[16]

7.3.10 مکہ میں حضور ﷺ کے لباس

آپ ﷺ کی لباس کی ضروریات بھی آپ کے اموال سے پوری ہوتی تھی ہجرت کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی یمنی چادر دے کر بستر پر سُلایا تھا وہ بردا خضر یعنی سبز رنگ کی تھی۔ مصنف نے روایات سے نقل کر کے لکھا ہے کہ آپ کے پاس ہر وقت دو کپڑے ہوتے تھے ایک ازار اور ایک رداء یعنی چادر جو ازار کے اوپر پہنتے تھے۔[17]

7.3.11 غلاموں کی کفالت

مکی دور میں حضور ﷺ کے کئی غلام تھے جن میں زید بن حارثہ، ام ایمن، ابو کبشہ، آنسہ، صالح شقران اور سفینہ تھے وہ سب آپ کے زیر کفالت تھے اگرچہ ان میں سے اکثر کو خرید کر آزاد کر دیا تھا لیکن کفالت بعد میں بھی جاری تھی کیونکہ غلام اکثر تو غریب الدیار ہوتے تھے۔

7.3.12 رشتہ داروں کو دعوت

جب آیت "وانذر عشیرتک الاقربین "[18]نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے جب بنو عبد المطلب کو بلانے کا ارادہ کیا تو کھانا تیار کروایا جس میں ایک صاع کی روٹی بنوائی ایک مکمل بکرا پکا کر گوشت اس کے اوپر رکھا ایک دودھ سے بھرا برتن ساتھ رکھوایا پھر عبد المطلب کے آل کو بلایا جس میں چالیس مرد جمع ہوئے جو خوب پیٹ بھر کر کھانا کھائے پھر ابو لہب کے شور شرابے کی وجہ سے اللہ کے نبی ﷺ نے دعوتِ توحید پیش نہیں کر سکا اس لئے اگلے دن پھر کھانے کا پروگرام بنا کر دعوت دی یوں آپ کی دو دعوتیں اس سلسلے میں تاریخ میں محفوظ ہیں، کھانے کی ان دونوں دعوتوں میں حضور ﷺ نے اپنے مال سے کھانا بنایا تھا۔[19]

7.3.13 اصحاب رسول ﷺ کے ہدایا

چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد مالدار بھی تھی وہ حضور ﷺ پر خرچ کرنے اور ان کو ہدایا دینے کو اپنے لیے سعادت سمجھتے تھے، اس سلسلے میں تاریخ نے کئی صحابہ کرام کی مالی خدمات کو رقم کیا ہے، ان میں سے ایک ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے جس کے بارے میں خود نبی خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا تھا کہ مجھے سب سے زیادہ فائدہ ابو بکر کے مال و خدمت سے پہنچا ہے۔ ہجرت کے وقت انہوں سفر کے مکمل انتظام کیا تھا جس میں اونٹنی، غلام اور قائد یعنی رہبر کا انتظام تھا۔ اسی طرح طلحہ و زبیر بھی حضور ﷺ کی مالی امداد کرتے تھے جیسا کہ سفر، ہجرت میں ان کا کپڑے پیش کرنا ثابت ہے۔

خصوصی دعوت یعنی نبوت کے پہلے تین سالوں میں جب انفرادی اور خفیہ دعوت دی جاتی تو اس وقت نہایت مشکلات تھیں تو اس وقت ارقم مخزومی نے اپنا مکان پیش کیا تھا ظاہر ہے اس میں قیام کا انتظام بھی وہی کرتے ہوں گے۔ شعب ابی طالب میں محصوری کے ددوران حکیم بن حزام نے حضور ﷺ اور بنو ہاشم کی مدد کی تھی۔ طائف کی دعوت سے واپسی پر عتبہ اور شیبہ نے نبی اکرم ﷺ کی ضیافت کی تھی۔ اس کے علاوہ تمام صحابہ حضور ﷺ کے جانثار تھے ہر وقت کسی نہ کسی طرح مدد کرتے تھے۔[20]

7.3.14 تجزیہ

مصنف اس حصے میں ان تمام روایات کو جمع کیا جس میں پیدائش سے لے کر حضور ﷺ کی ہجرت تک ان کے معاش کے وسائل، ان کی معاشی حالت، کفالت، تجارت، مختلف مواقع کے اخراجات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مالی اکرام سے متعلق روایات کو جمع کیا ہے جن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ مالی طور مستحکم تھے۔

7.4 معاش نبوی مدینہ منورہ میں

یہ اس کتاب کا تیسرا حصہ ہے اس حصے میں مصنف نے فقر و غنا کا اسلامی تصور پیش کرنے کے بعد مدینہ میں نبی اکرم کے وسائلِ معاش پر گفتگو کی چنانچہ لکھتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ معاش کے وسائل کے بنیادی طور پر دو طریقے تھے: ایک ذاتی کوششوں کا نتیجہ تھا جس میں انفراد کاروبار یا خریداری تھی۔ دوسرا اجتماعی طریقہ تھا جس میں غنائم اور اموال فیئ اہم تھے اس کے علاوہ ہدایا بھی آتے تھے۔[21] مکہ میں قیام کے دوران میں اکثر وسائلِ معاش کا پہلا طریقہ ہی رہتا تھا البتہ مدینہ منورہ میں مشاغل کی کثرت کی وجہ سے وسائل معاش بھی تھوڑے سے تبدیل ہو گئے، ریاست کے سربراہ ہونے اور عالمی دعوت میں مصروف ہونے کی وجہ سے انفرادی کاروبار کو وقت دینا مشکل ہو گیا تھا اس لیے صحابہ کرام کے تعاون سے ہی معاشی ضروریات پوری کی جاتی تھیں البتہ بعد میں مال غنیمت اور اموال فیئ کے خمس کے ایک حصے سے اپنے اہل و عیال کی کفالت کرنے لگے تھے۔ اس باب میں بھی دو حصے بنائے گئے ہیں ایک میں صحابہ کرام کا ہدایا و تحائف دوسرے میں ذاتی وسائل کا تذکرہ کیا ہے۔

7.4.1 ہدایا و تحائفِ اصحاب

ہجرت کے بعد رسولِ اکرم ﷺ نے پہلا قیام قبا میں فرمایا تقریبا چودہ دن کے قیام کے دوران کلثوم بن ہدم نے ان کی میزبانی کی جو قبیلہ بنو عوف کا سردار تھا۔ اس سردار نے حضور ﷺ سے پہلے بھی کئی صحابہ کی میزبانی کی تھی کچھ روایات میں میزبانی کا شرف کسی دوسرے صحابی کے نام لکھا گیا ہے بہر حال مدینہ میں حضور ﷺ کا قیام کا مدار انصار صحابہ کی میزبانی پر تھا۔[22] مدینہ میں آپ

ﷺ کے ابو ایوب انصاری کے پاس قیام سے یہ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کے کھانے پینے کی ذمہ داری بھی ان ہی کی ہوگی اور اس وقت حضور کی اونٹی اسعد بن زرارہ کے پاس ٹھہری تھی جس کا دیکھ بھال وہ کرتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ ابو ایوب انصاری اور ان کی اہلیہ اس وقت تک کھانا شروع نہیں کرتے تھے جب تک اللہ کے رسول ﷺ کھانا تناول نہ فرماتے جب حضور ﷺ کھانا کھا لیتے تو برتن کی اسی جگہ سے کھانا شروع کرتے جہاں آپ ﷺ کی انگلیوں کے نشانات ہوتے تھے، اس دروان دوسرے صحابہ کرام بھی کھانا بھیجا کرتے تھے ایک مرتبہ لہسن کی وجہ سے اللہ کی رسول کا کھانا ناپسند کرنے کی روایات بھی انہی کے گھر کا واقعہ ہے جس کا ذکر مسلم نے اپنی صحیح میں کیا ہے۔[23] ابو ایوب انصاری کے پاس تقریبا سات ماہ مقیم رہے اس دوران ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی ضیافت کے ساتھ تین چار انصاریوں کے گھر سے بھی کھانا آتا تھا نبی اکرم ﷺ پسند کے کھانے سے بقدرِ ضرورت تناول فرما کر باقی واپس کر دیتے تھے، آپ کے ننھیال بنو نجار بھی باری باری آپ کے لیے کھانا بھیجا کرتے تھے مصنف نے روایات سے ثابت کیا ہے کہ ایک مرتبہ ام یزید نے دودھ اور گھی سے بنا ہوا ثرید بھیجا۔ حضرت ابو ایوب انصاری اور کچھ صحابہ آپ کے ساتھ ہر کھانے میں شریک ہوتے تھے صحابہ نبی ﷺ کے وہی کھانا تیار کرتے تھے جو ان کو محبوب تھا اس لیے سب ہریس بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ اسعد بن زرارہ ایک نہ ایک دن ضرور ایک بڑے برتن میں کھانا بھیجتے تھے حضور ﷺ کو ان کا کھانا بڑا پسند تھا۔[24]

مدینہ میں قیام کے سات ماہ بعد آپ ﷺ نے امہات المؤمنین حضرت سودہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کے لیے مسجد نبوی کے ساتھ دو حجرے تعمیر کیے صحابہ کرام کی مدد سے آپ ﷺ نے خود بھی مسجد اور حجروں کی تعمیر میں حصہ لیا۔[25] پھر حضور ﷺ اپنے دو آزاد کردہ غلاموں ابو رافع اور زید بن حارثہ کو مکہ مکرمہ روانہ کیا جو ازواج مطہرات کو لے کر آئے اس وقت اللہ کے رسول نے ان کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم دیے تھے۔[26] جیسے جیسے نبی خاتم النبیین ﷺ نے مزید نکاح کیے مزید حجرے بھی تعمیرے کراتے گئے، یہ سب صحابہ کرام کی مدد سے تعمیر کرتے تھے۔ جب تک آپ ﷺ ان مکانات میں رہائش پذیر تھے تب تک صحابہ کرام کا ہدایا کا سلسلہ جاری رہا حضرت اسعد بن زرارہ کا بڑا کھانے کا پیالہ آپ ﷺ کی حیات تک آتا رہا اور انصار کے سردار حضرت سعد بن عبادہ کی ضیافت بھی ان کی پوری زندگی جاری رہی۔[27] روایات میں موجود ہے کہ صحابہ کرام کے ہدایا مستقل جاری تھے چاہے آپ ﷺ جس زوجہ مطہرہ کے گھر میں بھی ہوں لیکن ان تحائف کے ساتھ صحابہ کرام ان کو مخصوص دعوتوں اور ولیموں میں بھی گھر بلایا کرتے تھے۔ مصنف نے ان دعوتی کھانوں کو مختلف عناوین کے تحت تفصیل سے لکھا ہے جس میں عام دعوتیں، ولیمے کی دعوتیں، غزوات کے دوران دعوتیں، مہمات کے دروان کے تحائف اور دعوتوں کا الگ الگ تفصیل لکھا ہے پھر اس کے بعد

حضور ﷺ کی طرف سے صحابہ کو دیے گئے دعوتوں کی تفصیل "نبوی انتظاماتِ طعام" "صحابہ کی نبوی دعوت و پرورش" اور "نبوی دعوتیں اور ولیمے" کے ذیل میں لکھی ہے۔[28]

7.4.2 مدینہ میں حضور ﷺ کے ذاتی وسائل اور ذرائع معاش

مصنف نے اس ضمن میں حضور ﷺ کے وسائلِ معاش کے مندرجہ ذیل تفاصیل ذکر کی ہیں۔

آپ ﷺ اور آپ کی ازواج مویشی بھی پالتے تھے، اور یہ آپ کے ذرائع آمدن میں تھے۔[29] تقریباً تین صفحات میں ان تمام واقعات کو نقل کیا ہے جس میں حضور ﷺ کے جانوروں کا تذکرہ آیا ہے۔ اسی طرح مذکورہ باب میں مصنف نے تفصیل سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ کس طرح مال غنیمت رسول رحمت ﷺ کے ذرائع آمدن میں ایک اہم آمدنی کا ذریعہ تھا۔ اس میں منقولہ و غیر منقولہ دونوں کی تفاصیل نقل کی ہے، مال غنیمت سے ملنے والا خمس تین تقسیم کر کے ایک حصہ اپنے لیے خرچ کرتے تھے۔[30]

مدنی معاشرہ میں رسول اکرم ﷺ کو ملبوسات مسلم اور غیر مسلم افراد کی طرف سے ہدیے کی شکل میں آتے تھے، ملبوسات پر جو روایات ملتی ہیں؛ ان سے بہت اہم گوشوں پر روشنی پڑتی ہے۔ ملبوسات نبوی کے عنوان سے حضور ﷺ کے دیے گئے مسلموں اور غیر مسلموں کے ملبوسات کی تفصیل درج کیا ہے، پھر ملبوسات نبوی کی اقسام حلۃ حمراء، بردۃ (برد نجرانی، برد احمر، بردین اخضرین) رداء، جبہ شامی، جبۃ رومیۃ، جبہ طیالسیہ، اون کا جبۃ، خفین جوربین، خمیصہ وغیرہ کا مفصل ذکر کیا ہے۔[31]

اس وقت کے معاشرے میں سواری کے جانور بھی اہم کردار ادا کرتے تھے۔ سواری کے جانور بھی ہدیے میں دیے جاتے تھے۔ اسی طرح غلامان نبوی پر بھی بہترین روشنی ڈالی گئی ہے۔ پھر گھریلو اسباب کے بیان کے بعد نبوی ملکیت اراضی کے عنوان سے مصنف نے مختصر مگر جامع طور پر نبوی ملکیت اراضی پر خوبصورتی سے روشی ڈالی ہے۔ لکھتے ہیں:

> روایات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امہات المؤمنین میں سے ہر ایک کے لیے اسی وسق کھجور اور بیس وسق جَو سالانہ مقرر کر دیا تھا جس سے ان کے گھروں کے خوردونوش کا سامان اور دوسرے اسباب بھی مہیا ہوتے تھے۔ ان عطایائے نبوی پر ان کے پانے والوں کے مالکانہ حقوق نہ صرف پیداوار پر تھے بلکہ اراضی پر بھی تھے۔[32] چنانچہ وفات نبوی کے بعد کئی ازواج مطہرات نے جن میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بھی شامل و شریک تھیں اپنے حصے کی زمین پر مالکانہ تصرف حاصل کر لیا تھا یا ان کو بیچ کر دوسری جگہ اراضی حاصل کر لی تھیں۔[33]

7.4.3 تجزیہ

مصنف نے نبی خاتم النبیین ﷺ کے مدنی دور کے ذرائع آمدن، مالی حالت اور معاشی زندگی کو سیرت، تاریخ اور احادیث کی کتب سے پیش کی ہے اس کے دو حصے بنائے ہیں ذاتی وسائل اور صحابہ کرام کے ہدایے۔ مدنی دور کی ابتداء میں حضور کا وسیلہ آمدن صحابہ کرام کی امداد ہی تھی بعد میں عموماً اموال غنائم کے خمس کا مخصوص حصہ اور اموال فیئ منقولہ و غیر منقولہ آپ اور ازواج مطہرات کی کفالت کے لیے کافی تھے اس پوری کتاب میں بعض جگہ دلائل تاریخ کی کچھ کمزور کتب اور شاذ اقوال سے بھی پیش کی ہیں۔

7.5 تعلیقات وحواشی

یہ کتاب کا چوتھا حصہ ہے اس میں انہوں نے کتاب پر 296 تعلیقات کی ہیں جس میں ذکر مراجع کے علاوہ ضروی تعلیقات اور تبصرے بھی ہیں جو کتاب کو مزید چار چاند لگا دیتے ہیں۔

8 خلاصہ

یہ کتاب ایک منفرد تحقیق ہے حضور کا معاش کا یہ پہلو آنکھوں سے بالکل او جھل تھا مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور ﷺ بچپن میں اگرچہ یتیم رہے ہیں لیکن والدین کے ترکہ اور رشتہ دروں کی پیار و محبت کی وجہ سے خوشحال زندگی گزارے ہیں، اور جوانی میں بھی محنت کرتے تھے ساتھ تجارت بھی تھی جو ان کے معاش کی لئے کافی تھی اگرچہ بہت خوشحال اور متمول بھی نہیں تھے لیکن انتہائی حالتِ فقر بھی نہیں تھی۔ مکی دور کے مقابلے میں مدنی دور نہایت خوشحالی میں گزرا ہے جس میں ان کے وسائلِ معاش میں اصحاب کرام کی میزبانی، ہدایا تحائف اور دمختلف قسم کی عوتوں کے علاوہ مویشی اور اموال غنیمت بھی شامل تھے۔ مصنف کے بقول "نبوی معیشت اعتدال کے جادہ قرآنی پر مبنی تھی۔ اللہ تعالی کی پیدا کردہ نعمتوں سے لطف اندوزی کے ساتھ شکر گزاری کی زندگی اور فقر وفاقہ سے پناہ مانگنے کی دعائے نبوی کی زندگی دراصل وہ قناعت وصبر وتوکل پر مبنی معیشت تھی جو بقدر کفالت ضروریات کی تکمیل کرتی ہے۔"

حوالہ جات

---

[1] حاكم،ابو عبد الله، محمد بن عبد الله،المستدرك على الصحيحين، دار الكتب العلمية ، بيروت، 1411 – 1990،ج2، ص3

Abū ʿAbdillāh Ḥākim Muḥammad ibn ʿAbdillāh, Al-Mustadrak ʿalā al-Ṣaḥīḥayn, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Bayrūt, 1411 – 1990: 2/3

[2] البيهقي ،أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي، شعب الايمان، مكتبة الرشد، بمبئى،1423 ھ /2003 ء،ج11،ص176

Al-Bayhaqī Abū Bakr Aḥmad ibn al-Ḥusayn ibn ʿAlī, Shuʿab al-Īmān, Maktabat al-Rushd, Bombay, 1423H / 2003M: 11/176

[3] معمر بن أبي عمرو راشد، جامع معمر بن راشد، توزيع المكتب الإسلامي، ببيروت، 1403 ھ ج10،ص 438

Muʿammar ibn Abī ʿAmrū Rāshid, Jāmiʿ Muʿammar ibn Rāshid, Tawziʿ al-Maktab al-Islāmī, Bayrūt, 1403H: 10/438

[4] الطحاوي أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة، شرح مشكل الآثار، مؤسسة الرسالة، 1415 هـ،ج11،ص 101

Al-Ṭaḥāwī Abū Jaʿfar Aḥmad ibn Muḥammad ibn Salāmah, Sharḥ Mushkil al-Āthār, Mu'assasat al-Risālah, 1415H ,11/101

[5] الترمذي أبو عيسى محمد بن عيسى، سنن الترمذي، دار الغرب الإسلامي، بيروت، 1998ء، ج4، ص166

Al-Tirmidhī Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā, Sunan al-Tirmidhī, Dār al-Gharb al-Islāmī, Bayrūt, 1998M: 4/166

[6] پروفیسر محمد یسین مظہر صدیقی کی خدماتِ قرآنی، ڈاکٹر ضیاء الدین، مطالعات، انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو سٹڈیز نئی ڈہلی، جلد15 /16، شمارہ:1-4، مارچ2021، ص1-18

Professar Muḥammad Yāsīn Maẓhar Ṣiddīqī kī Khidmāt-e Qur'ānī, Doctor Ziyāʾal-Dīn, Maṭāliʿāt, Insṭīṭūṭ āf Objectīv Sṭadīz, Nai Dihlī, Jild 15/16, Shumārah: 1-4, Mārch 2021, Ṣafḥ: 1-18

[7] ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی، معاش نبوی، کتب خانہ سیرت، کراچی، 2015ء، ص:15

Dr. Muḥammad Yāsīn Maẓhar Ṣiddīqī, Maʿāsh Nabawī, Kutub Khāna Sīrat, Karāchī, 2015 AD, P: 15

[8] معاش نبوی، ص:25-28

Maʿāsh Nabawī, P: 25-28

[9] ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، مطبع مصطفی البابی، قاہرہ1955ء، طبع اول، ص123

Ibn Hishām, Al-Sīrat al-Nabawiyyah, Maṭbaʿ Mustafá al-Bābī, Qāhirah, 1955 AD, Awal, P: 123

[10] ابن سعد، الطبقات الکبری، دار صادر، بیروت، 1957ء، ج1، ص117-119

Ibn Saʿd, Al-Ṭabaqāt al-Kubrā, Dār Ṣādir, Bayrūt, 1957, 1/117-119

[11] معاش نبوی، ص:40

Maʿāsh Nabawī, P:40

[12] معاش نبوی، ص:47-50

Maʿāsh Nabawī, P:47-50

[13] ابن ہشام، ج1، ص236

Ibn Hishām, Al-Sīrat al-Nabawiyyah, P:1/236

[14] البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله، الجامع الصحيح، دار طوق النجاة، 1422ھ، ج، ص7

Al-Bukhārī Muḥammad ibn Ismāʿīl Abū ʿAbdillāh, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Dār Ṭawq al-Najāh, 1422H, 1/7

[15] ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، دار المعرفۃ، بیروت، 1971ء، ج1، ص263

Ibn Kathīr, Al-Sīrah al-Nabawīyah, Dār al-Maʿrifah, Bayrūt, 1971 AD, 1/263

[16] معاش نبوی، ص:52

Maʿāsh Nabawī, P:52

[17] ایضا

Ibid

[18] القرآن، 26:214

Al-Qur'ān, 26: 214

[19] معاش نبوی، ص:53-54

Maʿāsh Nabawī, P:53-54

[20] معاش نبوی، ص:54-56

Maʿāsh Nabawī, P:54-56

[21] معاش نبوی، ص:62

Maʿāsh Nabawī, P:62

[22] ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج1، ص493

Ibn Hishām, Al-Sīrat al-Nabawiyyah, P: 1/493

[23] مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، ج3، ص1623

Muslim ibn al-Ḥajjāj, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, Bayrūt: 3/1623

[24] معاش نبوی، ص:64-65

Maʿāsh Nabawī, P:64-65

[25] مولانا شبلی نعمانی، سیرت النبی، اعظم گڑھ انڈیا، 1983ء، ج1، ص280-283

Mawlānā Shibli Nuʿmānī, Sīrat al-Nabī, Aʿẓam Gaṛh, India, 1983 AD, 1/280-283

[26] معاش نبوی، ص:66

Maʿāsh Nabawī, P:66

[27] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج3، ص614

Ibn Saʿd, Al-Ṭabaqāt al-Kubrā, 3/614

[28] معاش نبوی، ص:96-97

Maʿāsh Nabawī, P:96-97

[29] معاش نبوی، ص:97-100

Maʿāsh Nabawī, P:97-100

[30] ایضا:100

Ibid, 100

[31] معاش نبوی، ص:109

Maʿāsh Nabawī, P:109

[32] -https://ilhaad.com/nabi-e-islam/ahtirazaat/mahash-e-nabvi /

[33] معاش نبوی، ص:117-120

Maʿāsh Nabawī, P:117-120